بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِشارے سے چاند چیر دیا — ڈوبے ہوئے خور (سورج) کو پھیر دیا
گئے ہوئے دِن کو عصر کیا — یہ تاب و تواں تمہارے لئے

تیری مرضی پا گیا سُورج پھرا اُلٹے قدم
تیری اُنگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چِر گیا

ردِّ شمس کے مُتعلق بلنظیر فتویٰ

البُراھین السّاطعۃ لِردِّ الشّمس البازِغۃ

از حضرت علّامہ الحاج المفتی ابوسعید محمّد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم مدرسہ امینیہ رضویہ محلہ محمّد پورہ لائلپور

ناشر: صاحبزادہ قاضی محمد سعید اسعد محمد پورہ لائلپور

انتساب

میں اس رسالہ کو امامِ اہلسنت نبراس المحدثین محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ محمد سردار احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ بانی مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام جھنگ بازار لائلپور کے نامِ نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی ذاتِ مقدسہ نے پورے ملک میں عشقِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعیں روشن کیں۔ (ابوسعید غفرلہٗ)

تقریظ

از عاشق مدینہ حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد احسان الحق صاحب مدظلہٗ
صدر المدرسین مدرسہ امینیہ رضویہ محمد پورہ لائل پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالےٰ جلّ مجدہٗ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر سیّدِ عالم نورِ مجسّم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بکثرت پیغمبر اور متعدد رسول مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجے (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام)

اور ان سب کو عظیم الشان معجزات عطا فرما کر انکی نبوت و رسالت کو ثابت فرمایا۔ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگرچہ سب پیغمبروں کے بعد تشریف لائے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ نے آپکے نور کو سب

سے پہلے پیدا فرما کر آپکو کائناتِ علوی و سُفلی کے لیئے اصل الاصول اور مادۂ ایجاد قرار دیا۔ خود فرماتے ہیں (اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ) سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ (مدارج النبوت جلد دوم)

تو اصل وجود آمدی از نخست ٭ دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

اسی بنا پر پیغمبرانِ عظام علیہم السلام کو جتنے معجزے عطا ہوئے ان سب میں آپکی ذات ستودہ صفات واسطہ و ذریعہ ہے۔ امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا ٭ فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمْ

ترجمہ:۔ اور جتنے معجزے رسولانِ کرام لائے ہیں وہ سب کے سب آپ ہی کے نور کی بدولت ان تک پہنچے ہیں۔ (قصیدہ بُردہ شریف)

بلکہ رُسلِ کرام و پیغمبرانِ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنے والے معجزاتِ قدیمہ بھی اور ان کے علاوہ دیگر ہزارہا معجزاتِ جدیدہ بھی قدیر مطلق جل مجدہٗ نے آپ کو عطا فرماتے ہیں۔

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری ٭ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا یوشع بن نون علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام جہاد فرما رہے تھے اور شام کا وقت قریب آگیا ہے تو آپ نے سُورج کو مخاطب ہو کر فرمایا اِنَّكِ مَامُوْرَةٌ وَاَنَا مَامُوْرٌ یعنی تو بھی حکم کا پابند ہے کہ غروب ہو جائے اور میں بھی حکم کا پابند ہوں کہ شام تک جہاد سے فارغ ہو جاؤں ۔۔۔ پھر آپ نے دعا مانگی فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۴۴ ۔ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۸۵ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۵۲)

محدثین کرام نے حبسِ شمس کے تین مفہوم بیان کئے ہیں۔ (۱) سورج اپنی جگہ ٹھہر گیا تھا۔ (۲) سورج آگے جانے کی بجائے پیچھے لوٹ آیا تھا۔ (۳) سورج کی رفتار سست ہو گئی تھی اور آپ نے غروبِ آفتاب سے پہلے مکمل فتح حاصل کر لی تھی ـــــ ان تین میں سے جو بھی مفہوم اختیار کیا جائے بہر حال یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مولٰے تعالٰے جل مجدہٗ نے نظامِ شمسی میں تبدیلی فرما دی تھی۔ جب حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے اس قسم کی تبدیلی ہو چکی ہے تو محبوبِ اکرم باعثِ ایجادِ عالم حضرت جناب احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی خاطر ڈوبے ہوئے سورج کا واپس ہو جانا کیونکر جائز نہیں بلکہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ نفس الامر میں واقع اور حدیث شریف سے ثابت ہو چکا ہے اس حدیث کی مستند محدثین کرام نے تصحیح و تحسین فرما دی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ مبارکہ کا انکار کرنا نری بدنصیبی و بدبختی ہے۔ اخی فی اللہ حضرت مولانا الحاج المفتی الصوفی ابوسعید محمد امین صاحب مہتمم مدرسہ امینیہ رضویہ محمد پورہ لائلپور نے ردِ شمس کے اثبات میں کتنا شاندار بیان قلمبند فرمایا مولٰی تعالٰے موصوف کی یہ کوشش قبول فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔ اور وہابیہ خذلہم اللہ تعالٰے کی جانب سے پیش کردہ شبہات کی ظلمتوں سے محفوظ فرمائے

الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہٗ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مشہور و معروف معجزہ جس کو بزرگانِ دین علماء کرام واعظ اور نعت خواں حضرات اپنی اپنی محفلوں میں بیان کرتے رہتے ہیں اور مصنفین اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے ہیں وہ یہ کہ ایک مقام پر حضرت علی نے عصر کی نماز ابھی ادا نہیں کی تھی کہ رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ کر آرام فرمایا اور جب سورج غروب ہو گیا تو رسولِ خدا نے پوچھا اے علی ابھی نماز عصر نہیں پڑھی۔ تو حضرت علی نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعاء کی تو ڈوبا ہوا سورج واپس آیا اور حضرت علی نے نماز عصر ادا کی۔ لیکن سیارہ ڈائجسٹ والوں نے ایک شمارہ رسول نمبر نکالا ہے اس میں اور مشہور و معروف معجزات جو کہ صحیح طور پر ثابت ہیں ان کو غلط اور بے ثبوت کہنے کے ساتھ ساتھ اس عظیم الشان معجزہ کو بھی غلط قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں ہے اور حوالہ سلیمان ندوی کا دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ معجزہ کسی صحیح روایت سے ثابت ہے یا نہیں۔

اور اگر ثابت ہے تو اسکا انکار کیوں کیا گیا ہے دلائل سے بیان فرما کر ہم سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کو بچائیں۔

سائل محمد رفیق لائلپور

الجواب :- نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ و

اصحابہ اجمعین۔ اللھم ربنا ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔ امّا بعد۔

اس مسئلہ کو تین مقدموں میں بیان کیا جاتا ہے۔ پہلے مقدمہ میں بیان ہوگا کہ یہ معجزہ حدیثِ پاک سے ثابت ہے اور یہ بیان کیا جائے گا کہ اِس حدیثِ پاک کو کِن کِن محدّثین کرام نے کِس کِس کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ اور دوسرے مقدمہ میں یہ بیان ہوگا کہ ائمہ محدّثین علمائے محققین نے اِس حدیثِ پاک کے متعلق کیسے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔ تیسرے مقدمہ میں یہ بیان ہوگا کہ اِس عظیم الشان اور ایمان افروز معجزہ کا کِس نے انکار کیا اور کیوں انکار کیا ہے۔ فاقول وباللہ التوفیق۔

مُقدّمہ اوّل

یہ عظیم الشان معجزہ حدیثِ پاک سے ثابت ہے حدیثِ پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

"عن اسمآء بنت عمیس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ ورأسہ فی حجر علی فلم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصلیت یا علی قال لا فقال اللھم انہ کان فی طاعتك وطاعۃ رسولك فاردد علیہ الشمس قالت اسمآء فرایتھا غربت ثم رایتھا طلعت بعد ما غربت ووقفت علے الجبال والارض وذلك بالصھباء فی خیبر۔"

یعنی حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے

کہ خیبر میں صہباء کے مقام پر سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرمارہے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہورہی تھی۔ سورج غروب ہوگیا اور حضرت مولا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسولِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے پیارے علی! کیا ابھی نماز نہیں پڑھی۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ نے عرض کیا نہیں۔ تو رسولِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دعاء کی یا اللہ پیارے علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا سورج کو واپس لوٹا دے۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر سورج واپس آیا اور پہاڑوں پر دھوپ چمکی۔

اس حدیثِ پاک کو بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور ثقہ محدثین نے صحیح ثابت کیا ہے۔ مثلاً (۱) سیدنا امام طحاوی نے مشکل الحدیث میں۔ (۲) حضرت قاضی عیاض نے شفاء شریف میں۔ (۳) محدث طبرانی نے معجم میں۔ (۴) ابن مندہ نے۔ (۵) ابنِ شاہین نے۔ (۶) ابنِ مردویہ نے بحوالہ نسیم الریاض۔ (۷) امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں۔ (۸) امام عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں۔ (۹) امام احمد بن صالح نے بحوالہ زرقانی ونسیم الریاض۔ (۱۰) علامہ احمد شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض میں۔ (۱۱) ملا علی قاری نے شرح شفاء میں۔ (۱۲) امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں۔ (۱۳) علامہ ابنِ عابدین شامی نے ردالمحتار

ہیں۔ (۱۴) علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ میں۔ (۱۵) علامہ تقی الدین حلبی نے نزہتہ الناظرین میں۔ (۱۶) علامہ شیخ عماد الدین یحیٰ بن ابی بکر عامری نے بہجۃ المحافل میں۔ (۱۷) خاتمۃ الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی نے کشف اللبس میں۔ (۱۸) جمال الدین اشخر یمنی نے شرح بہجۃ المحافل میں۔ (۱۹) قاضی القضاۃ امام عراقی نے شرح تقریب میں۔ (۲۰) عارف باللہ علامہ حقی نے تفسیر روح البیان میں۔ (۲۱) مفسرِ قرآن علامہ محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں۔ (۲۲) صاحبِ تفسیر حسینی نے اپنی تفسیر حسینی میں۔ (۲۳) شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں۔ (۲۴) شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی نے ازالۃ الخفا میں۔ (۲۵) حضرت ملا جیون نے نور الانوار میں۔ (۲۶) حب الرسول علامہ نبہانی نے انوار محمدیہ میں۔ (۲۷) علامہ عبدالرحمٰن صفوری نے نزہتہ المجالس میں۔ (۲۸) عارف باللہ شیخ فریدالدین عطار نے منطق الطیر میں۔ (۲۹) شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری نے تحفہ رسولیہ میں۔ (۳۰) مولانا نذیر احمد سیماب نے خاتم النبیین میں۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

(نوٹ) امام نووی نے ردِ شمس کی دو روایتوں کا ذکر صحیح مسلم میں فرمایا ہے۔

مُقدمہ دوم

اس مقدمہ میں مسئلہ مذکورہ کے متعلق ائمہ حدیث اولیاء اُمت علمائے مِلت رحمہم اللہ تعالےٰ کے تاثرات وارشادات بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت سیدنا امام طحاوی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ۔ ھذان

(۳۱) امام اہلسنت اعلیحضرت بریلوی نے منیر العین میں۔ (۳۲) حضرت مولانا نور بخش صاحب توکلی نے سیرت رسول عربی میں۔

حدیثان ثابتان ورواتھما ثقات (شفا شریف جلد اول صفحہ ۲۸۴)
یعنی اس حدیثِ پاک کی دونوں سندیں ثابت ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں، معتبر ہیں۔

ایماندار کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ جس کلمہ گو کے دِل میں رسولِ اکرم شفیع اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت کا کچھ بھی حصّہ ہے اس کے اطمینان کے لئے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جس حدیث پاک کو امام طحاوی[عـہ]

عـہ:۔ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وہ جلیل القدر امام ہیں کہ ان کے متعلق امام زرقانی نے فرمایا العلامۃ الحافظ الامام احمد بن محمد ابو جعفر طحاوی وکان ثقۃ ثبتا فقیھا (زرقانی صفحہ ۱۱۵ جلد ۵) اور علامہ خفاجی نے فرمایا ھو الامام الجلیل القدر المحدث ابو جعفر۔ (نسیم الریاض صفحہ ۱۱) اور ملا علی قاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا وھو الامام الحافظ العلامۃ صاحب التصانیف المھمۃ روی عنہ الطبرانی وغیرہ من الائمۃ وھو مصری من اکابر العلماء الحنفیۃ لم یخلف مثلہ بین الائمۃ الحنفیۃ۔ (شرح شفا علی نسیم الریاض صفحہ ۱۱) ان تینوں حضرات کے ارشادات کا مضمون یہ کہ امام طحاوی حافظ حدیث ہیں۔ امام ہیں۔ ثقہ ہیں۔ معتمد علیہ ہیں۔ فقیہ ہیں اور جلیل القدر محدث ہیں وہ بڑی بڑی اہم تصانیف کے مصنف ہیں ان سے امام طبرانی و دیگر ائمہ حدیث نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں وہ اکابر علماء حنفیہ سے ہیں ان جیسا عظیم الشان جلیل القدر امام ان کے بعد ائمہ حنفیہ میں نہیں ہوا۔ (۱۲ منہ)

جیسے جلیل القدر اور حضرت قاضی عیاض[عـه] جیسے حافظ حدیث جن کی جلالت شان اور علوم مرتبت کا اقرار مخالفین کو بھی ہے وہ فرمائیں کہ حدیث ثابت ہے اس کے راوی معتبر ہیں کیا ایماندار کے لئے یہ کافی نہیں ہے حالانکہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے "الایمان یقطع الانکار والاعتراض ظاهرًا وباطنًا"

(روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۸۷)

یعنی ایمان انکار کی اور ظاہری و باطنی اعتراض کی جڑ اکھاڑ دیتا ہے۔

عـه: حضرت سیدنا قاضی عیاض رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق حضرت ملا علی قاری رحمہا اللہ تعالٰی نے فرمایا ان المصنف رحمه الله تعالٰی وحيد زمانه وفريد اوانه متقنا لعلوم الحديث واللغة والنحو والادب (شرح شفا) یعنی حضرت قاضی عیاض صاحب شفا وحید دهر فرید عصر (یکتائے زمانہ) تھے۔ وہ حدیث۔ لغت۔ نحو۔ ادب کے علوم میں مضبوط تھے اور حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا۔ "انه كان اماما فى الفقه والتفسير والحديث وسائر العلوم" (نسیم الریاض) یعنی حضرت قاضی عیاض۔ فقہ۔ تفسیر۔ حدیث اور دیگر تمام علوم میں امام تھے۔ اور حضرت علامہ زرقانی نے فرمایا الامام الشهير الجهبذ العلامة الفقيه المفسر الحافظ البليغ الاديب عياض بن موسٰى اليحصبى السبتى المالكى وشهرته تغنى من ترجمته (زرقانی علی المواہب) یعنی حضرت قاضی عیاض مشہور امام ہیں وہ علوم کے پرکھنے والے ہیں وہ علامہ ہیں فقیہ ہیں مفسر ہیں وہ حافظ حدیث ہیں وہ بلیغ وادیب عیاض بن موسٰی یحصبی سبتی مالکی ہیں۔ ان کی شہرت ان کی تعریف سے بے نیاز کرتی ہے۔ ۱۲ منہ۔

اور زرقانی شرح مواہب میں ہے وکل من اٰمن باللہ تعالیٰ ایماناً قویاً

(لاتعرض لہ الشکوک والاوہام (جلد ۱ صفحہ ۳۰۷) یعنی جس کا ایمان قوی ہو اس کو شک اور وہم پیش نہیں آتا لیکن تعجب ہے کہ باوجود ثقہ محدثین کی تصریح وتصحیح کے وہی رٹ لگائی جاتی ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں۔ خدا تعالیٰ ایمان نصیب کرے۔

۲:۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی۔

"قال الطحاوی وھذان حدیثان ثابتان ای عندہ وکفی بہ حجۃ ورواتھما ثقات فلا عبرۃ بمن طعن فی رجالھما"

(شرح شفا علی نسیم الریاض ص ۱۱/۳)

یعنی جب یہ دونوں حدیثیں امام طحاوی کے نزدیک ثابت ہیں تو یہ حجت کے لئے کافی ہے اور دونوں حدیثوں کے راوی ثقہ ہیں لہٰذا ان دونوں حدیثوں کے راویوں میں طعن کرنے والے کا کوئی اعتبار نہیں ہے (جیسا کہ ابن جوزی اور ابن تیمیہ نے طعن کیا ہے اسکا ذکر تیسرے مقدمہ میں ہوگا)

۳:۔ سیدنا امام احمد بن صالح[1] رحمہ اللہ تعالیٰ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد کا ارشاد مبارک

حکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لا ینبغی لمن

---

[1] امام احمد بن صالح وہ جلیل القدر امام اور محدث ہیں جن کے متعلق امام زرقانی نے فرمایا فان احمد ھذا من کبار ائمۃ الحدیث الثقات وحسبہ

(باقی حاشیہ ص ۱۲ پر)

سنبیله العلم التخلف عن حفظ حدیث اسمآء لانه من

(حاشیہ صفحہ ۱۱ سے آگے) ان البخاری روی عنه فی صحیحه فلا یلتفت الی من ضعفه ۔ (زرقانی علی المواہب صہ ۱۱/۵) یعنی امام احمد بن صالح بڑے بڑے معتمد علیہم ائمہ حدیث میں سے ہیں اور انکی جلالتِ شان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں لہذا جو شخص ان کو ضعیف کہے اس کی بات ماننا درکنار اس کی طرف دیکھا بھی نہ جائیگا ۔

(تنبیہ) علامہ زرقانی نے احمد ھٰذا اس لئے فرمایا کہ ایک احمد بن صالح شموی ہیں جس کے متعلق کہا جاتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے تو بعض نے یہ سمجھا کہ ردشمس والی حدیث میں یہی احمد بن صالح ہے لیکن حق یہ ہے کہ احمد بن صالح شموی اور ہے اور احمد بن صالح مصری اور ہے زرقانی میں ہے وجزم ابن حبان بانه انما کذب احمد بن صالح الشموی فظن النسائی انه عنی به الطبری لہذا علامہ زرقانی نے تنبیہاً فرمایا فان احمد ھٰذا من کبار ائمة الحدیث الثقات اور علامہ خفاجی نے اس عظیم الشان امام حدیث کے متعلق فرمایا۔ ھو ابو جعفر الطبری الحافظ الثقه روی عنه اصحاب السنن (نسیم الریاض صہ ۱۲/۳) یعنی امام احمد بن صالح رضی اللہ عنہ ابو جعفر طبری حافظ حدیث ہیں ثقہ عادل ہیں ان سے اصحاب سنن نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں اور حضرت ملا علی قاری نے فرمایا ھو ابو جعفر الطبری المصری الحافظ سمع ابن عیینة ونحوه وروی عنه البخاری وغیره وقد کتب عن ابن وھب خمسین الف حدیث وکان جامعا یحفظ ویعرف الحدیث والفقه والنحو۔ (شرح شفا صہ ۱۲)

(باقی حاشیہ صہ پر)

علامات النبوۃ ۔ (شفا شریف ص ۲۸۴ ج ۱)

(حاشیہ ص ۱۲ سے آگے) یعنی احمد بن صالح ابو جعفر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ حافظ حدیث ہیں اس
قدر امام نے حضرت عینیہ وغیرہ سے احادیث مبارکہ سماعت فرمائیں اور اس جلیل القدر
امام سے امام بخاری و دیگر ائمہ حدیث نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں اور اس امام ہمام نے
حضرت وہب سے پچاس ہزار احادیث لکھی ہیں وہ جامع العلوم ہیں وہ حافظ حدیث
ہونے کے ساتھ حدیث، فقہ، نحو کو خوب جانتے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً دائمۃً واسعۃً۔

علہ :۔ شفا شریف وہ بابرکت اور فیض رساں کتاب ہے جسکے متعلق علامہ شہاب الدین خفاجی
پھر علامہ عبد الباقی زرقانی نے فرمایا ان کتاب الشفا مما شاهدوا بركته حتی
لا يقع ضرر لمكان كان فيه ولا تغرق السفينة كان فيها وانه اذا قراه
مريض اوقرئ عليه شفاه الله وهو مما جوب۔ (نسیم الریاض۔ زرقانی
علی المواہب) یعنی بزرگان دین نے شفا شریف کی برکتیں مشاہدہ کی ہیں کہ یہ کتاب جس مکان
میں ہو اسکو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا اور یہ مبارک کتاب جس کشتی میں ہو وہ غرق نہیں ہو گی اور
اس بابرکت کتاب کو جو مریض پڑھے یا اس کے پاس پڑھی جائے تو اسے شفا حاصل ہو گی
اور یہ مجرب ہے نیز امام زرقانی نے اتنا زیادہ کیا ہے (فیه امان من الغرق والحرق
والطاعون ببركة المصطفى واذا صح الاعتقاد حصل المراد (زرقانی) یعنی
یہ مبارک کتاب غرق ہونے، جلنے اور طاعون سے ببرکت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باعث امن ہے
لیکن جب عقیدہ درست ہو تو مراد حاصل ہوتی ہے۔

یعنی امام طحاوی نے فرمایا کہ امام احمد بن صالح فرمایا کرتے تھے اہل علم کو لائق نہیں کہ وہ حدیث اسماء (ردشمس والی) حدیث یاد نہ کریں کیونکہ یہ حدیث پاک تو علاماتِ نبوت سے ہے۔ سبحان اللہ۔ اے ایمان والو محدثین کرام (خدا تعالے ان کی پاک روحوں پر لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل کرے) کے ایمان افروز ارشادات سنو اور اپنے ایمان تازہ کرو۔ خدا تعالے ایمان کی دولت نصیب کرے۔

۴:- **حضرت علامہ ابنِ عابدین شامی کا ارشادِ گرامی**:- علامہ ابنِ عابدینؒ نے اپنی کتاب ردالمحتار میں عنوان یوں قائم کیا مطلب لوادت الشمس بعد غروبها صفحہ ۳۶۱۔ اس کے تحت حضرت اسماء والی حدیث پاک جس میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لئے حبیبِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج واپس آیا بیان کرنے کے بعد فرمایا والحدیث صححه الطحاوی وعیاض واخرجه جماعة منهم الطبرانی بسند حسن (ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳۶۱)

یعنی اس حدیث پاک کو امام طحاوی نے اور حضرت قاضی عیاض نے صحیح ثابت کیا ہے اور اس حدیثِ پاک کو محدثین کی ایک جماعت نے باسند حسن ذکر کیا ہے ان میں سے محدثِ طبرانی ہیں۔

اس کے بعد علامہ ابنِ عابدین نے فرمایا واخطا من جعله موضوعا کابن الجوزی وقواعدنا لاتاباه (ردالمحتار صفحہ ۳۶۱) یعنی ابن جوزی وغیرہ جنہوں نے اس حدیث پاک کو موضوع کہا انہوں نے غلط کہا ہے۔ اور

اہلسنت وجماعت کے قواعد کے یہ بات خلاف نہیں ہے (کہ خدا تعالےٰ ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دے وہ ہر چیز پر قادر ہے)

۵:- خاتمۃ الحفاظ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد مبارک

اس امام اجل نے ڈوبے ہوئے سورج کے واپس لوٹنے کے اثبات میں ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ان السیوطی صنف فی ھذا الحدیث رسالۃ مستقلۃ سماھا کشف اللبس عن حدیث رد الشمس وقال انہ سبق لمثلہ لابی الحسن الفضلی اورد طرقہ باسانید کثیرۃ وصححہ بمالا مزید علیہ ونازع ابن الجوزی فی لبعض من طعن فیہ من رجالہ۔ (نسیم الریاض ص ۱۲/۳)

یعنی علامہ سیوطی نے اس حدیث پاک کے متعلق ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جسکا نام کشف اللبس عن حدیث رد الشمس رکھا ہے اور فرمایا کہ ایسا ہی شیخ ابو الحسن فضلی نے بھی لکھا ہے۔ اس میں ان روایتوں کو کثیر سندوں سے روایت کیا ہے اور اس حدیث پاک کی ایسی صحت بیان فرمائی کہ اس سے زیادہ تصحیح نہیں ہو سکتی اور حضرت شیخ نے ابن جوزی سے راویوں پر طعن کنندگان کے متعلق مناظرہ بھی کیا ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔ اور یہ امام سیوطی وہ ہیں جو بیداری کی حالت میں بار بار رحمۃ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔

۶:- حضرت شہاب الدین خفاجی کا ارشاد گرامی :- وھذا الحدیث

صحجه المصنف رحمه الله تعالیٰ واشار الی ان تعدد طرقه شاهد
صدق علی صحته وقد صححه قبله کثیر من الائمة کالطحاوی
واخرجه ابن شاهین وابن مردویه والطبرانی فی معجمه وقال
انه حسن، وحکاه العراقی فی التقریب۔ (نسیم الریاض ص۱۱ ج۳)

یعنی اس ردِ شمس والی حدیث پاک کی تصحیح مصنف نے کی ہے اور مصنف (حضرت قاضی عیاض) رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا کہ اس حدیثِ پاک کی متعدد سندیں ہونا اس حدیثِ پاک کے صحیح ہونے پر سچے گواہ ہیں حالانکہ اس سے پہلے بھی بہت سارے ائمہ حدیث مثلاً امام طحاوی نے اس حدیث پاک کو صحیح ثابت کیا ہے اور اسکو ابن شاہین۔ ابن مندہ۔ ابن مردویہ نے کتب معتبرہ سے باسند نقل کیا ہے اور محدثِ طبرانی نے معجم کبیر میں نقل فرماکر فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس کو شیخ الاسلام قاضی القضاۃ حافظ ولی الدین ابن عراقی نے تقریب میں ذکر فرمایا ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

۷:۔ نیز علامہ خفاجی نے فرمایا: (اذا صح الحدیث علم منه
ان الصلاۃ لیست قضاء بل یتعین بهذا الدعاء الاداء والا لم
یکن له فائدۃ۔ (نسیم الریاض ص۱۲ ج۳)

سبحان اللہ! محدثین کو اس حدیثِ پاک کی صحت پر کتنا وثوق ہے کہ اسکی صحت پر مسائل مستنبط ہو رہے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وجعل الجنۃ ماواہم۔

۸:۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا ایمان افروز ارشاد۔ فهو فی
الجملة ثابت باصله وقد یتقوی تبعا ضعف الاسانید الی ان یصل

الی مرتبۃ حسنۃ فیصح الاحتجاج بہ۔ (شرح شفا علی نسیم الریاض ص۱۳)

یعنی یہ حدیثِ پاک فی الجملہ اپنی اصل کے اعتبار سے ثابت ہے اور پھر
تعددطرق کثرت اسناد کی وجہ سے قوت پاکر حسن کے درجہ تک پہنچ گئی ہے
لہٰذا اس حدیث پاک سے حجّت پکڑنا درست ہے۔ بعض اس روایت کو ضعیف
کہتے ہیں کیونکہ جس سند سے ان تک پہنچی اس میں ضعف تھا جب کثرتِ
اسناد سے قوت حاصل کر گئی تو ضعف ختم ہو گیا اسی پر جلیل القدر محدثین نے اسکو
صحیح کہا لیکن اس کو موضوع کہنا جیسا کہ ابنِ تیمیہ نے کہا یہ سراسر ظلم ہے۔

۹:۔ علّامہ حلبی کا ارشادِ عالی :۔ ھو حدیث متصل وقد ذکر
فی الامتاع انہ جاء عن اسماء من خمسۃ طرق۔ (سیرتِ حلبیہ
ص۳۶۸/۱) یعنی یہ حدیثِ پاک متصل ہے امتاع میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت اسماء
رضی اللہ تعالٰی عنہا کی ردشمس والی حدیث پانچ سندوں سے مروی ہے (اور
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ والی حدیث پاک اسکے علاوہ ہے) جو لوگ
تعصب کی بنا پر بلے ثبوت شرعی اس حدیث پاک کو موضوع کہتے ہیں وہ مذکورہ
بالا ارشاداتِ عالیہ کو انصاف کی نظر سے دیکھیں۔ خدا تعالٰی دولتِ ایمان
نصیب کرے۔

۱۰:۔ اِمام سخاوی کا فرمان :۔ قد صححہ الطحاوی وصاحب
الشفا واخرجہ ابن مندہ وابن شاھین من حدیث اسماء ابنۃ
عمیس وابن مردویہ من حدیث ابی ھریرۃ (مقاصد حسنہ ص۲۲۶)

۱۱:۔ شیخ المفسرین عارف باللہ علّامہ اسمٰعیل حقی کا ارشاد مبارک۔

حدیث مذکور کو فارسی میں بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ "ونزد محدثان مشہور ست و امام طحاوی در شرح آثار خویش فرمود کہ رواۃ ایں ثقات اند و از احمد بن صالح نقل کردہ کہ اہلِ علم را سزاوار نیست کہ تغافل کنند از حفظ ایں حدیث کہ از علامات نبوت ست ولاعبرۃ لقول بعضھم بوضعہ" (روح البیان صنہ ۳)

یعنی یہ حدیثِ پاک محدثین کے نزدیک مشہور ہے اور امام طحاوی نے شرح آثار میں فرمایا کہ اس حدیثِ پاک کے راوی ثقہ معتبر ہیں اور امام احمد بن صالح سے نقل کیا کہ علم والوں کو لائق نہیں ہے کہ وہ اس حدیثِ پاک کو یاد کرنے سے غفلت کریں کیونکہ یہ علاماتِ نبوت سے ہے اور جو لوگ اس کو موضوع کہتے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۱۲:۔ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی قدس سرہ کا ایمان افروز ارشاد

حضرت شیخ المحدثین نے اس معجزہ مبارکہ کے متعلق تعصب سے بالاتر ہو کر بحث کرنے کے بعد فرمایا "مخفی نہ رہے کہ ان کا یہ کہنا کہ کتبِ صحاح میں حدیث مذکورہ کو ذکر نہیں کیا گیا اور حسن و منفرد ہے یہ بات قابلِ غور و فکر ہے کیونکہ جب امام طحاوی۔ احمد بن صالح۔ طبرانی اور قاضی عیاض رحمہم اللہ تعالےٰ اس کی صحت اور اسکے حسن ہونے کے قائل ہیں اور انہوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے تو اب یہ کہنا کہ کتب صحاح و حسان میں ذکر نہیں کیا گیا درست نہ ہوگا اور لازم نہیں ہے کہ تمام ہی احادیث مبارکہ کتب صحاح و حسان میں ذکر ہوں۔ نیز ان کا کہنا کہ اہلبیت میں سے ایک مجہول و غیر معروف عورت نے

نقل کیا ہے جس کا حال کسی کو معلوم نہیں یہ بات سیدہ اسماء بنت عمیس کے بارے میں کہنا ممنوع ہے اسلئے کہ وہ جمیلہ جلیلہ اور عاقلہ ودانا عورت ہیں اور ان کے احوال معلوم ومعروف ہیں الخ۔ (مدارج النبوۃ مترجم ص۲۴۳)

حضرت شیخ المحدثین رحمہ اللہ تعالے نے ان تمام بیہودہ اعتراضات کا قلع قمع کر دیا جوکہ مخالفین عام طور بے سوچے سمجھے فضائل ومناقب کا انکار کرنے کے لئے یہ بہانہ تراشی لیتے ہیں کہ چونکہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں لہذا ہم نہیں مانتے۔ نیز مخالفین کے اس لچر قول سے یہ بات بھی سامنے آجاتی ہے کہ ان کا صحاح ستہ پر ایمان بحیثیت صحاح ستہ ہے لیکن ایمان والوں کا ایمان رسولِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثِ پاک پر اس حیثیت سے ہے کہ وہ رسولِ خدا کی حدیث ہے لہذا ایماندار کو جہاں کہیں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی حدیثِ پاک مل جائے وہ مان لیتا ہے خواہ وہ صحاح ستہ میں ہو خواہ وہ کسی دوسری کتاب میں ہو۔ خدا تعالے ایمان کی نعمت سے نوازے۔

(نوٹ) اصولِ حدیث میں سے چند قواعد بیان کئے جاتے ہیں تاکہ مسئلہ کی مزید وضاحت ہو جائے۔

قاعدہ ۱:۔ جس حدیثِ پاک میں سند کے اعتبار سے ضعف ہو وہ اگر عندالناس مشہور ہو جائے تو اس کا وہ ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ زرقانی میں ہے

ولیس لحدیث تسمیۃ الحصی الا ھذا الطریق الواحد ۃ مع ضعفھا لکنہ مشھور عند الناس و ذلک یجبر ضعف الطریق (مواہب لدنیہ

زرقانی ص ۱۲۱/۵) یعنی کنکریوں کا تسبیح پڑھنا صرف ایک سند سے مروی ہے حالانکہ یہ سند ضعیف ہے لیکن چونکہ یہ حدیثِ پاک عند الناس مشہور ہے اور عند الناس شہرت سند کے ضعف کو ختم کر دیتی ہے۔

قاعدہ ۲: جس حدیثِ پاک کی سند ضعیف ہو وہ تعدد طرق سے یعنی زیادہ سندیں ہونے سے ضعیف نہیں رہتی بلکہ وہ حسن اور درجہ صحت تک پہنچ جاتی ہے۔ (من القواعد ان تعدد الطرق یفید ان للحدیث اصلا۔ (زرقانی ص ۱۱۶/۵) مرقاۃ میں ہے تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن (منیر العین ص ۳۵) اور زرقانی میں ہے۔ لورودہ من طرق ثلاثۃ حسان کما مر وتقرر انہ یرتقی بذلک للصحۃ۔ (زرقانی ص ۱۰۱/۵) بلکہ اگرچہ دو ہی سندیں ہوں اس سے ضعیف روایت قوت حاصل کرلیتی ہے۔ تیسیر میں ہے ضعیف لضعف عمرو بن واقد لکنہ یقوی بورودہ من طریقین (منیر العین ص ۲۷) تفصیل درکار ہو تو کتب اصول حدیث خصوصاً "منیر العین" تصنیف لطیف امام اہلسنت مجدد دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین اعلیحضرت بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مطالعہ کریں۔

قاعدہ ۳: ایک حسن دوسری حسن کے ساتھ مل کر صحیح کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ امام زرقانی نے فرمایا لما تقرر فی علوم الحدیث ان الحسن اذا اجتمعت مع حسن اخر او تعددت طرقہ ارتقی للصحۃ (زرقانی ص ۱۱۶/۵) یعنی اصولِ حدیث میں یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے

کہ ایک حسن دوسری حسن کے ساتھ مل جائے یا اس کی سندیں زیادہ ہوں تو وہ صحت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

لہذا مذکورہ بالا قواعد کے مطابق ردشمس والی حدیث اسماءؓ ہر حیثیت سے صحیح ہے۔ یہ مشہور عند الناس بھی ہے اور مشہور عند المحدثین بھی ہے جیساکہ روح البیان سے گذرا اور اسکے طرق بھی متعدد ہیں کہ اس کی پانچ سندیں ہیں جیساکہ سیرت حلبیہ کی عبارت سے واضح ہوا اور یہ حسن حدیث دوسری حسن کے ساتھ مل کر بھی درجہ صحت پر فائز ہوئی۔ (ان اسناد حدیث اسماءؓ حسن وکذا اسناد حدیث ابی هریرۃ الاتی کما صرح به السیوطی قائلاً ومن ثم صححه الطحاوی والقاضی عیاض۔ زرقانی ص۱۱۵)

فللّٰہ الحمد۔ اب بھی اگر کوئی شخص اس ایمان افروز معجزہ مبارکہ کے متعلق کہے کہ یہ ثابت نہیں تو وہ اپنا انجام خود دیکھ لے اور ناظرین کرام بھی اندازہ کریں کہ ایسے دلائل قاہرہ سے ثابت ہونے کے بعد بھی نہ ماننے اور کہتا جائے کہ یہ ثابت نہیں ایسے شخص کے دل میں محبت مصطفٰے ہے یا بغض مصطفٰے۔ خدا تعالٰے محبت کی دولت نصیب کرے۔ آمین۔

محدثین کرام کے تاثرات وارشاداتِ مبارکہ کا خلاصہ ۱۔ (۱) امام طحاوی نے یہ ایمان افروز معجزہ دو روایتوں سے ثابت کیا ہے اور دونوں روایتوں کے راوی ثقہ ہیں۔ (۲) حضرت ملا علی قاری۔ یہ دونوں روایتیں امام طحاوی کے نزدیک ثابت ہیں اور یہ حجت کے لئے کافی ہے اور جب ان دونوں روایتوں کے راوی ثقہ ہیں تو جو ان پر طعن کرے اس کا اعتبار نہیں ہے۔ (۳) یہ معجزہ علامات نبوت سے ہے لہذا

کسی علم والے کو لائق نہیں کہ اسے یاد نہ کرے۔ (۴) علامہ شامی۔ اس حدیثِ پاک کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ (۵) علامہ شامی۔ جس نے اس حدیثِ پاک کو موضوع کہا اس نے غلط کہا۔ (۶) امام حدیث خاتمۃ الحفاظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس حدیث پاک کے متعلق مستقل رسالہ لکھا اور اسناد کثیرہ سے روایت کیا اور اس حدیثِ پاک کی ایسی تصحیح فرمائی کہ اس سے زیادہ ناممکن۔ (۷) علامہ خفاجی۔ اس حدیثِ پاک کے تعدد طرق اسکے صحیح ہونے کے عادل گواہ ہیں۔ (۸) ملا علی قاری۔ یہ حدیثِ پاک اصل کے اعتبار سے ثابت ہے اور تعدد طرق سے حسن کے درجہ کو پہنچی۔ (۹) علامہ حلبی۔ یہ حدیث متصل ہے اور اس کی پانچ سندیں ہیں۔ (۱۰) امام سخاوی۔ اس حدیثِ پاک کی تصحیح محدثین کرام نے کی اور حضرت ابوہریرہ والی حدیثِ پاک ابن مردویہ نے باسند حسن نقل فرمائی۔ (۱۱) علامہ حقی صاحبِ روح البیان۔ یہ حدیثِ پاک محدثین کرام کے نزدیک مشہور ہے اور کسی کے موضوع کہنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (۱۲) شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ جب امام طحاوی۔ امام احمد بن صالح۔ حضرت قاضی عیاض۔ محدث طبرانی اس حدیثِ پاک کے صحیح ہونے کے قائل ہیں تو یہ کہنا فضول ہے کہ صحاح ستہ میں کیوں نہیں۔ نیز تمام کی تمام حدیثیں صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔ (۱۳) امام زرقانی۔ جب ایک حدیث حسن دوسری حدیث حسن کے ساتھ مل جائے تو وہ درجہ صحت پر فائز ہو جاتی ہے لہذا ردِ شمس والی دونوں حدیثیں صحت کو پہنچی ہوئی ہیں۔ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

مقدّمہ سوم

اس عظیم الشان ایمان افروز معجزہ جو کہ علاماتِ نبوت سے ہے کا انکار ابن جوزی اور ابن تیمیہ نے کیا ہے اور اس حدیث پاک کو اپنے مخصوص نظریہ اور عقیدہ کے مطابق محض اپنی اٹکل سے موضوع قرار دیا ہے اور تا قیامت ابنِ تیمیہ کے ہم عقیدہ علماء اسی کی اتباع و محبت میں سیّدِ دو عالم شفیع معظم حبیبِ مکرم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی اس اعجازی شان کا انکار کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

رہی یہ بات کہ ابنِ جوزی اور ابنِ تیمیہ نے صرف اٹکل سے اس صحیح ثابت شدہ حدیثِ پاک کو موضوع کہا ہے اس بات کا ثبوت محدّثین کرام کے ارشاداتِ مبارکہ سے دیا جاتا ہے۔

۱:۔ علّامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا۔ وبهذا اسقط ما قاله ابن تيمية و ابن الجوزي من ان هذا الحديث موضوع فانه مجازفة منهما۔ (نسیم الریاض صـ ۱۲)

یعنی اس تحقیق و تصحیح سے ابنِ تیمیہ اور ابن جوزی کا یہ قول ساقط ہوگیا کہ یہ حدیثِ اسماء موضوع ہے۔ بیشک ان کا یہ کہنا ان کی اپنی اٹکل ہے۔

۲:۔ امام زرقانی کا ارشادِ گرامی۔ قال الحافظ فی فتح الباری اخطا ابن الجوزي بذكره في الموضوعات وكذا ابن تيمية في كتاب الرد على الروافض في زعم وضعه۔ (زرقانی شرح مواہب لدنیہ صـ ۱۱۵)

یعنی امام حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا کہ (ردشمس) کی حدیث اسماء کو ابن جوزی کا موضوع کہنا غلط ہے یوں ہی ابن تیمیہ کا اس حدیث

پاک کو اپنے گمان میں موضوع سمجھنا اور اسے کتاب الرد علی الروافض میں ذکر کرنا غلط ہے۔" اس حافظ ابن حجر کے ارشاد سے بھی ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ نے صرف اپنے زعم باطل سے اسکو موضوع قرار دیا ہے۔

۳:۔ علامہ ابن عابدین صاحب ردالمختار کا ارشاد۔ واخطا

من جعله موضوعاً کابن الجوزی۔ (ردالمختار ص ۳۶۱)

یعنی ابن جوزی وغیرہ جنہوں نے اس حدیث اسماء کو موضوع کہا ان کا کہنا غلط ہے۔

۴:۔ امام زرقانی کا ارشاد مبارک۔ ولذالک استدرک السخاوی

زعم وضعه فقال لکن قد صححه الطحاوی والقاضی عیاض و ناهیک بهما۔ (زرقانی ص ۱۱۵)

یہی وجہ ہے کہ امام سخاوی نے ابن تیمیہ کے حدیث اسماء کو موضوع کہنے کے گمان کا تدارک فرمایا اور فرمایا کہ بالتحقیق اس حدیث پاک کو امام طحاوی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالے نے صحیح ثابت کیا ہے اور یہ دونوں امام کافی ہیں۔

(نوٹ) بلاشک جس شخص کے دل میں محبت وعظمت مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا کچھ حصہ ہے اس کے لئے یہ دونوں امام کافی ہیں۔

۵:۔ نیز امام زرقانی نے ابن تیمیہ کی تجہیل یوں فرمائی۔ واعل

ابن تیمیة حدیث اسماء هذا بانها کانت مع زوجها بالحبشة

قال الشامی وهو وهم بلاشک اذلاخلاف ان جعفرا قدم من

الحبشة هووا مرأته علٰے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو بخیبر بعد فتحھا وقسم لھما واصحاب السفینہ ۔ (زرقانی شرح مواہب ص۱۱۱)

یعنی ابن تیمیہ نے یہ علت بیان کی کہ اسماء تو اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ میں تھی ۔ شامی نے فرمایا کہ یہ ابنِ تیمیہ کا وہم ہے بلاشک کیونکہ اس بات میں کسی کا خلاف نہیں کہ حضرت جعفر اور ان کی بیوی حضرت اسماء حبشہ سے اس وقت واپس حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح خیبر کے بعد ابھی خیبر میں ہی جلوہ افروز تھے تو سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں کے لئے اور کشتی والوں کے لئے غنیمت سے حصّہ بھی دیا تھا ۔

(نوٹ) یہ ردِ شمس والا واقعہ بھی خیبر کے مقام صہبا میں ہوا ۔

۶ ۔ علامہ شہاب الدین خفاجی کا ارشاد ۔ والذی غرہ

کلام ابن الجوزی السابق ولم یقف علی ان کتابہ اکثرہ مردود وقد قال خاتمۃ الحفاظ السیوطی وکذا السخاوی ان ابن الجوزی فی موضوعاتہ تحامل[۱] تحاملا کثیرا ادرج فیہ کثیرا من الاحادیث الصحیحۃ ۔ (نسیم الریاض ص۱۱/۳)

یعنی جس چیز نے ابن تیمیہ کو مغرور کیا ہے وہ اس سے پہلے ابن جوزی کا کلام ہے اور ابن تیمیہ نے یہ نہ دیکھا کہ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں بہت زیادہ غلو وظلم کیا ہے کہ اس میں بے شمار احادیث صحیحہ کو درج کر دیا ۔ انتہی ۔

۔مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہو گیا کہ ابن جوزی اور ابن تیمیہ نے تعصب

---

[۱] ۔ تحامل علیہ جار ولم یعدل ۔ (منجد)

کی بنا پر حق کو چھوڑ کر اٹکل سے کام لیا ہے۔ اور جن علماء کے دلوں میں رسول اکرم شفیع معظم حبیب خدا سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و محبت سے بڑھ کر ابن تیمیہ کی محبت زیادہ ہو وہ ذرا اتنا تو سوچیں کہ حبك الشی یعمی و یصم کا مصداق تو نہیں بن رہے ہے۔ کیا محدثین کرام و علماء عظام کی مندرجہ بالا تحقیقات و تصحیحات کے مقابلے میں ایک اٹکل۔ گمان۔ زعم کے پیچھے لگ جانا اس کا نام ایمان ہے۔ وہ اپنے دلوں میں محبتِ مصطفےٰ کو ٹٹولیں کہ کہاں ہے۔ میاں محبت کا تو رنگ ہی نرالا ہے۔ محبت کے انداز پوچھنے ہوں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھو کہ جب ابو جہل نے واقعہ معراج بڑے تعجب کے ساتھ بیان کیا تو آپ نے بغیر کسی دلیل کے معراج پاک کی تصدیق فرمادی اور خدا تعالیٰ نے اسی تصدیق کی وجہ سے آپ کا نام صدیق نازل فرمایا جو کہ رہتی دنیا تک بلکہ جنت میں بھی یہ پیارا نام "صِدّیق" درخشاں و تاباں رہے گا۔

زرقانی میں ہے:۔ روی الطبرانی برجال ثقات ان علیا کان یحلف باللہ ان اللہ انزل اسم ابی بکر من السماء الصدیق

(زرقانی جلد اول ص ۲۳۵)

یعنی طبرانی نے ثقہ راویوں کی سند سے روایت کیا کہ حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالےٰ نے ابو بکر کا نام آسمانوں سے صدیق نازل کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما وارضاہما عنا۔

یہ بات کہ ابن تیمیہ نے اس عظیم الشان معجزہ کا کیوں انکار کیا اس کی وجہ

یہ ہے کہ اس کے اپنے عقائد تھے۔ یا اسکے عقائد میں سوءِ ادب رچا ہوا تھا وہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا وہ بزرگانِ دین کی شان پر حملے کیا کرتا تھا۔ وہ عظمتِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی پرواہ نہیں کرتا تھا وہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی غلطیاں بیان کیا کرتا تھا اپنے زعمِ باطل میں، غالباً اس کو بُغضِ علی نے اس پر برانگیختہ کیا ہوگا کہ وہ رسولِ اکرم شفیع اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صحیح وثابت شدہ حدیثِ پاک کو موضوع کہتا ہے والعیاذ باللہ تعالٰی، کیونکہ اس عظیم الشان وایمان افروز معجزہ کے ظہور کا سبب امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم بنے۔

ابنِ تیمیہ کے غلط عقائد ونظریات کے متعلق محدثین کرام علماء فخام کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱:۔ حضرت فاضل شیخ محمد برلسی مالکی کا ارشاد۔ وقد تجاسر ابن تیمیۃ عامله الله بعدله فادعی ان السفر لزیارۃ النبی صلی الله علیه وسلم محرم بالاجماع۔ (شواہد الحق)

یعنی ابنِ تیمیہ نے بڑی جسارت دکھائی اور دعوٰی کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کے لئے سفر کرنا بالاجماع حرام ہے۔

۲:۔ نیز فاضل برلسی نے فرمایا:۔ وخالف الائمۃ فی مسائل کثیرۃ واستدرک علی الخلفاء الراشدین باعتراضات سخیفۃ حقیرۃ۔ (مقدمہ شواہد الحق)

یعنی ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں ائمہ کرام کا خلاف کیا ہے اور خلفائ

ہلکی وحقیر باتوں سے خلفائے راشدین پر اعتراضات کئے ہیں۔

۳: نیز فرمایا۔ وقد تجاسر ابن تیمیۃ الحنبلی واتی بالخرافات التی لم یقلھا عالم قبلہ وصار بھا بین علماء الاسلام مثلہ فانکر الاستغاثۃ والتوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مقدمہ شواہد الحق)

یعنی بیشک ابن تیمیہ نے بڑی جرأت کی اور ایسی خرافات باتیں کہیں کہ اس سے پہلے کسی عالم نے نہیں کہیں اور ان ہی باتوں کی وجہ سے علماء اسلام کی نظروں میں مثلہ بن کر رہ گیا پس اس نے رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استغاثہ اور توسّل کا انکار کر دیا۔

۴: علامہ زُرقانی کا ارشاد۔ ولکن ھذا الرّجل یعنی ابن تیمیۃ ابتدع لہ مذھبا وھو عدم تعظیم القبور۔ (شواہد الحق ص۱۱۹)

یعنی اس شخص ابن تیمیہ نے ایک نیا مذہب نکالا ہے وہ یہ کہ قبروں کی تعظیم نہ کی جائے۔

۵: امام ابنِ حجر ہیتمی مکّی کا ارشاد۔ لم یقتصر اعتراضہ علی متاخری الصوفیۃ بل اعتراض علی مثل عمر بن الخطاب وعلی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۸۶)

یعنی ابن تیمیہ نے صرف پچھلے بزرگانِ دین پر ہی اعتراضات نہیں کئے بلکہ اس نے تو سیدنا فاروق اعظم وسیدنا مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو بھی نہیں چھوڑا۔

۶: نیز اسی میں ہے۔ واخبر عنہ بعض السلف انہ ذکر علی بن

ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فی مجلس آخر فقال ان علیا اخطا فی اکثر من ثلاثمائۃ مکان فیالیت شعری من این یحصل لک الصواب اذا اخطا علی بزعمک کرم اللہ وجہہ وعمر بن الخطاب۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۰۱)

یعنی ایک بزرگ نے فرمایا کہ ابن تیمیہ نے ایک دوسری مجلس میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر کیا تو کہا کہ علی سے تین سو سے زیادہ غلطیاں کی ہیں۔ اے ابنِ تیمیہ تجھ پر افسوس ہے کہ اگر امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے غلطیاں کی تھیں تو تیری بات میں صداقت کہاں سے آئے گی۔

۷:۔ ابن تیمیہ کی ایسی ہی باتوں پر حضرت محقق ہیتمی نے فرمایا

من ھو ابن تیمیہ حتی ینظر الیہ او یعول فی شیٔ من امور الدین۔ (شواہد الحق)

یعنی فرمایا کہ ابن تیمیہ کون ہوتا ہے کہ اس کی طرف نظر کی جائے یا دین کے معاملہ میں اس کی کسی بات پر اعتبار کیا جائے۔

۸:۔ قال المناوی وا ما کونھما من المبتدعۃ مسلم۔

(زرقانی شرح مواہب جلد ۵ ص۱۲)

یعنی ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد کا بد مذہب ہونا یہ مسلّم امر ہے۔

۹:۔ ولیعتقد فیہ انہ مبتدع ضال ومضل جاھل غال عاملہ اللہ تعالٰی بعدلہ واجارنا من مثل طریقتہ وعقیدتہ

وفعلہ آمین۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۱)

اور ابن تیمیہ کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ بد مذہب ہے گمراہ ہے گمراہ کرنے والا ہے وہ غالی ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ جزا دے جس کا وہ حقدار ہے اور ہمیں اس کے طریقہ اس کے عقیدہ اور اس کے فعل سے پناہ دے۔ آمین۔

۱۰: ابن تیمیہ اپنے غلط نظریات اور فاسد عقائد کی بنا پر علمائے کرام بزرگان دین کے درمیان مثلہ بن کر رہ گیا نہ اس کی عزت رہی نہ وقار رہا بلکہ ذلت کے گڑھے میں گر گیا جس کا اس کی جماعت کو بھی اقرار کرنا پڑا۔ چنانچہ غیر مقلدین کے فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم میں ہے" کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا۔ شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے ان کو اونٹ پر سوار کر کے دُرّے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی قید کئے گئے۔ الخ

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص۲۱۵)

یہ ہے بزرگان دین ائمہ محدثین کی نظر میں ابن تیمیہ کی وقعت جس کی اتباع ومحبت میں بعض علماء رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح طور پر ثابت شدہ شان وعظمت کا انکار کر دیتے ہیں کیونکہ ان کی جماعت کا سردار ہی ابن تیمیہ ہے۔

۱۱: جیسا کہ شواہد الحق میں ہے۔ دراس ھذہ الطریقۃ الشنعاء

الذی یقال لہ ابن تیمیۃ فانہ کم جزم بوضع الحدیث وتصحیح

الباطل ۔ یعنی اس جماعت کا سردار وہ شخص ہے جسے ابن تیمیہ کہا جاتا ہے
پس اس نے کتنی صحیح حدیثوں کو موضوع قرار دیا اور کتنی باطل روایات کو اس
نے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۲:۔ حضرت عزبن جماعۃ کا ارشاد:۔ ان هو الا عبد اضله
الله واغواه والبسه رداء الخزی وارداه ۔ (شواہد الحق)

یعنی ابن تیمیہ وہ بندہ ہے جسے خدا تعالےٰ نے ضلالت وگمراہی کی وادی
میں چھوڑ دیا اور اسے رسوائی کی چادر پہنا دی اور تباہ کر دیا ۔

۱۳:۔ حضرت علامہ نبہانی کا ارشاد گرامی:۔ اعلم ان الامام
ابن تیمیه هو فی العلم کالبحر العجاج المتلاطم
بالامواج هو تارة یلقی اللؤلؤ والمرجان وتارة یلقی الاحجار
والصدف وتارة یلقی الاقذار والجیف ۔ (شواہد الحق ص۲۷)

یعنی ابن تیمیہ علم میں ٹھاٹھیں اور موجیں مارتے سمندر کی طرح ہے
کبھی تو وہ موتی اور مونگے پھینکتا ہے اور کبھی پتھر اور صدف اور کبھی وہ گندگی
اور مُردار اگلتا ہے ۔

اپیل مسلمانوں کی خدمت میں مؤدبانہ اپیل ہے کہ وہ اپنے
آقا و مولیٰ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی
عظمت ومحبت دل میں رکھیں زمانہ بڑا نازک جا رہا ہے ایمان کے ڈاکو
ڈاکہ مار کر ایمان چھین لیتے ہیں جُبّہ قبہ پہن کر علماء کا روپ دھار کر ذیاب
فی ثیاب کا مصداق بن کر معمولی سا شوشہ چھوڑ دیتے ہیں کہ جی یہ روایت

تو ثابت ہی نہیں ہے۔ اس پر بھولے بھالے ایماندار پھسل جاتے ہیں کہ جی صاحب اتنے بڑے عالم دین نے کہہ دیا کہ یہ ثابت نہیں۔ دیکھو جی اس عالم نے تو کتنی کتابیں لکھدی ہیں اسکے پاس تو اتنی ڈگریاں ہیں یہ تو بڑے فاضل ہیں۔ بس ایماندار کے دل میں عظمت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں کمی آئی ایمان میں فرق آگیا (معاذ اللہ) اور اگر کسی سمجھدار نے پوچھ لیا کہ مولانا کوئی دلیل پیش کریں تو مولانا صاحب اپنے ہی ہم عقیدہ اکابر کے اقوال سخیفہ بطور دلیل سنانا شروع کر دیتے ہیں مسلمان بھائیو ہوشیار خبردار الیسوں کی باتوں پر کان نہ دھرو ورنہ پچھتاؤ گے۔ انما اریید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔ وصلی اللہ تعالیٰ علے حبیبہ سیدنا محمد وعلے آلہ واصحابہ اجمعین

محتاج دعا فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ
مدرسہ امینیہ رضویہ محمد پورہ لائل پور

زلزلہ :۔ بمعہ تبصرہ عامر عثمانی ایڈیٹر تجلی دیوبند مصنفہ ارشد القادری۔
تبلیغی جماعت :۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسمیں کیا ہے۔
کتابت طباعت عمدہ :۔ ملنے کا پتہ :۔ مکتبہ فیض رضا برج منڈی ضلع لائلپور۔

کتابت :- احقر العباد غلام سرور قادری رضوی
نزد فریدی مسجد غلام محمد آباد لائلپور